Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
# الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | منگل ۸ شعبان ۱۴۱۰ھ، ۶ امان ۱۳۶۹ ہش، ۶ مارچ ۱۹۹۰ء | نمبر ۵۴

## محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی علالت

مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مربی انچارج امریکہ نے اطلاع دی ہے کہ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب گذشتہ چند دنوں سے علیل ہیں۔ انہیں بائیں بازو میں درد کی تکلیف ہے، چند سال قبل محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کا دل کا آپریشن ہوا تھا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا تھا اور آپ پوری تندہی سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ موجودہ علالت کے بارہ میں اگرچہ ڈاکٹر ابھی پوری طرح تشخیص نہیں کر سکے کہ آیا یہ دل کی تکلیف کی وجہ سے ہے یا MUSCULAR تکلیف ہے، بہرحال فکرمندی اور پریشانی ہے۔ تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور فعال لمبی زندگی سے نوازے۔

## ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"بعض نادان ایسے بھی ہیں جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا تکبر اور ناز کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی ذات کیا کم تھی جن میں نبی اور رسول آئے تھے لیکن کیا اُن کی اس اعلیٰ ذات کا کوئی لحاظ خدا تعالیٰ کے حضور ہوا۔ جب اس کی حالت بدل گئی جیسا کہ ابھی میں نے کہا ہے کہ ان کا نام سؤر اور بندر رکھا گیا اور اسے اس طرح پر انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا میں نے دیکھا ہے کہ بہت لوگوں کو یہ مرض لگا ہوا ہے۔ خصوصاً سادات اس مرض میں بہت مبتلا ہیں۔ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنی ذات پر ناز کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذات کچھ بھی چیز نہیں ہے اور اُسے ذرا بھی تعلق نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سید ولد آدم اور افضل الانبیاء ہیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صاف طور پر فرمایا کہ اے فاطمہؓ تو اس رشتہ پر بھروسہ نہ کرنا کہ میں پیغمبر زادی ہوں قیامت کو یہ ہرگز نہیں پوچھا جاوے گا کہ تیرا باپ کون ہے۔ وہاں تو اعمال کام آئیں گے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۸۸، ۱۸۹)

○ محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان ۲۸ فروری ۱۹۹۰ء کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئیں۔ جنازہ لاہور سے ربوہ لایا گیا۔ نماز جنازہ عصر کے بعد مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھائی۔ تدفین بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ میں عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے دعا کرائی۔ موصوفہ نے اپنے پیچھے تین سوگوار بچے منصور احمد طالب علم ایم ایس سی منور احمد طالب علم ایف ایس سی اور سرور احمد مظفر طالب علم جامعہ احمدیہ چھوڑے ہیں۔

احباب سے موصوفہ کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرمہ اہلیہ صاحبہ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کچھ عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ اب ان کی صحت پہلے سے کچھ بہتر ہے۔

○ محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ (والدہ شیخ طارق احمد صاحب ملتان) بعارضہ ہائی بلڈ پریشر بیمار ہیں۔

○ مکرم مظہر الحق صاحب بٹ (آف ملتان) کا اپریشن ہوا تھا۔ انہیں ابھی مکمل آرام نہیں آیا۔

○ مکرم محمود مجیب اصغر صاحب کا بیٹا محمود منیر اکبر ایف ایس سی کا امتحان دے رہا ہے۔ دیگر احمدی طلباء کی کامیابی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

○ محترمہ مسعودہ شاہدہ صاحبہ صدر لجنہ ناروے دائیں سائڈ اور ریڑھ کی ہڈی میں درد کی وجہ سے علیل ہیں۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

## حضرت اقدس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے کا ایک لطیف مفہوم

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" یعنی آج دنیا کے بڑے بڑے سلاطین، بڑے بڑے سربراہانِ مملکت تجھ سے غافل ہیں اور تیرے وجود سے برکت نہیں پا رہے جو اصل برکتیں دینے والا وجود ہے۔ یہ تو ایسا وجود ہے کہ زندوں کو برکت دینے کے لئے پیدا کیا گیا مگر بے جان چیزیں بھی اس کی برکت سے عاری نہیں رہیں، ان کپڑوں تک کو برکت دے گیا جو اس نے زیب تن کئے۔ حسرت کا مقام ہے کہ آج دنیا کے بڑے بڑے سلاطین اس وجود سے غافل ہیں لیکن ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ روتے ہوئے حسرتوں کے ساتھ کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے۔ پس جہاں تک کپڑوں کا تعلق ہے میں کسی کا لباس پہن لوں حضرت (فضل عمر) کا ہو یا حضرت اقدس کا، میری ذات اس لباس کے نتیجے میں کوئی تقدس نہیں پائے گی، اس کا تعلق اور چیزوں سے ہے۔ کپڑوں کا جہاں تک تعلق ہے، حقیقت یہ ہے کہ کوشش کے طور پر انسان اچھا کپڑا زیب تن کرتا ہے۔ لیکن جن کو اچھے میسر نہ ہوں ان کے لئے بھی شرم کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ جس رسول کے نمونے پر چلتے ہوئے آج ہم عید پر اچھے کپڑے پہن کر آئے ہیں یا ہمیشہ آتے ہیں اس رسول کے اپنے کپڑے تو بہت سادہ ہوتے تھے اور دنیا کے معیار کے لحاظ سے بظاہر کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتے تھے پیوند لگے ہوئے تھے، اپنے ہاتھ سے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہ پیوند لگاتے تھے، کپڑے سیتے تھے۔ بعض دفعہ کپڑا اتنا بوسیدہ ہو چکا ہوتا تھا کہ سیون کے پاس سے پھٹ جاتا تھا۔ پس اچھا صاف ستھرا کپڑا پہننا تو سنت ہے لیکن کپڑے کی قیمت کا کوئی تعلق نہیں ہے انسان کے مقام سے۔ ظاہر قیمت کچھ بھی ہو، حقیقت یہ ہے کہ کپڑا کسی اور مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے صفائی کی حد تک تو ضروری ہے کہ غریب بھی صاف رکھے، لیکن اگر اسے اچھا خوبصورت کپڑا میسر نہ آئے تو کوئی حسرت کا مقام نہیں ہے، کوئی

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۶ امان ۱۳۶۹ ہش ۶ مارچ ۱۹۹۰ء

# اللہ کی رضا کی آنکھ

ہماری جسمانی آنکھ جب دو چیزوں کو ایک جیسا دیکھتی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ دونوں ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ اور ایسا سمجھے بغیر دنیا کے کام بھی نہیں چل سکتے۔ یہی بات ہمارے اندازوں کی بنیاد ہوتی ہے اور جب تک اندازوں کے لئے کوئی بنیاد فراہم نہ ہو ان پر عمارت کیسے کھڑی کی جا سکتی ہے۔

عام حالات میں تو یہ بات بالکل درست ہے۔ لیکن ان حالات سے ذرا ہٹ کر دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اشیاء کی ظاہری ہیئت کے علاوہ بھی ان کی قدر و قیمت کم کرنے یا بڑھانے والے عوامل دنیا میں موجود ہیں۔ یہ عوامل ایسے ہیں کہ انہیں ہماری آنکھ دیکھ تو نہیں سکتی۔ لیکن ان کے نتائج سے بے خبر بھی نہیں ہوتی۔ کامیابی اور ناکامی ہی کو لے لیں۔ ظاہرہ حالات ایک جیسے۔ لیکن نتائج مختلف۔ یہ اختلاف ان عوامل کا نتیجہ ہوتے ہیں جو ہمیں نظر تو نہیں آتے لیکن انکار ناممکن ہوتا ہے۔

روپے کو دیکھئے۔ ہر روپیہ دوسرے روپے کے برابر ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ایک روپیہ سو پیسے کا ہو اور دوسرا ڈیڑھ سو پیسے کا۔ لیکن یہ روپیہ مختلف لوگوں کے ہاتھوں ہیں اور مختلف ضروریات کے پورا کرتے کم قیمت کا بھی ہو جاتا ہے اور اس کی قیمت بڑھ بھی جاتی ہے۔ روحانی اور مذہبی جماعتوں کو تو اس کا تجربہ روز و شب ہوتا رہتا ہے۔ ان کے پاس روپیہ کم اور دوسروں کے پاس زیادہ۔ لیکن ان کا روپیہ زیادہ کام کرتا ہے اور دوسروں کا کم۔ حضرت امام جماعت فرماتے ہیں

"دنیا کی آنکھ تو اس روپے کو ایک غریب اور نادار جماعت کا تھوڑا سا سرمایہ دیکھتی ہے۔ ایسا تھوڑا سرمایہ کہ دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی حکومت بھی اس سرمایہ کے مقابل پر سینکڑوں گنا زیادہ طاقتیں رکھتی ہے لیکن اللہ کی رضا کی آنکھ اس میں غریبوں کے آنسوؤں کے موتی دیکھ رہی ہے۔ اللہ کی رضا کی آنکھ ان روپوں میں ایمان لانے والوں کے مثبت جگر کے ٹکڑے دیکھ رہی ہے۔"

فرق پیدا کرنے والی یہی اللہ کی رضا کی آنکھ ہے۔ اگر ہم اللہ کی رضا کی آنکھ کو اپنی طرف مبذول کرا لیں تو ہماری ہر حقیر چیز بیش قیمت بن سکتی ہے۔

---

آؤ سب مل کے ہاتھ اٹھائیں ہم
مانگیں سب کے لئے دعائیں ہم
ہو عطا سب کو امن کی نعمت
اور تشدد کو بھول جائیں ہم

ابوالاقبال

---

## ہم نے دُنیا نئی بسالی ہے

○

ذہن سود و زیاں سے خالی ہے
ہم نے ہر چیز بیچ ڈالی ہے

خوگرِ دو جہان ہے وہ گدا
جو ترے حُسن کا سوالی ہے

جانے کیا چیز اپنے شہر میں تھی
داغِ ہجرت نے جو اڑا لی ہے

دِل میں اپنے چمن کی یادیں ہیں
پتہ پتہ ہے ڈالی ڈالی ہے

ڈیرے ڈالے ہوئے بیاباں میں
کون سی مملکت کا والی ہے

دِل کی دُنیا اجاڑنے والو
ہم نے دُنیا نئی بسا لی ہے

شکوہ ناہید تجھ سے کیا تیری
کچھ طبیعت ہی لاابالی ہے

عبدالمنان ناہید

○

"ایک ایسی جماعت پیدا ہو جانی چاہیئے پاکستان میں جس کا اپنے AGE GROUP کے لحاظ سے کوئی بھی فرد ایسا نہیں جو میٹرک پاس نہیں ہے۔"
(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الثالثؒ)

---

"اس سے بھی اہم دعا یہ کریں اپنے رب سے کہ اے خدا! مرزا ناصر احمد کی یہ خواہش ہے کہ اگلے سو سال میں ایک ہزار انتہائی غیر معمولی ذہین سائنسدان جماعت احمدیہ کو ملیں۔ تو اس خواہش کو پورا کر۔"
(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخصیات

نون سین

# تمیز الدین خان

اگر آپ اپنے ننھے بیٹے کی تعلیم کے آغاز کے لئے جسے لوگ رسم بسم اللہ کہتے ہیں۔ ایک کیلے کا پتہ لیں اور مٹی کے ٹوٹے ہوئے برتن کی ٹھیکری ہی اور اس کے ساتھ کیلے پر کچھ لکھیں اور پھر ہنڈیا پر جمی ہوئی کالک کو پانی میں گھول کر سیاہی بنائیں اور بانس کی ایک باریک سی شاخ اپنے ننھے بیٹے کے ہاتھ میں دیکر اسے کہیں کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے اس میں وہ سیاہی بھرے تو اس وقت آپ اس بچے کے مستقبل کے متعلق کہاں تک سوچ سکیں گے۔ وہ لکھ پڑھ کر ایک کلرک بن جائے گا یا زیادہ نہ لکھ پڑھ سکا تو چھابڑی لگا لے گا یا ایک چھوٹی سی دکان کھول لیگا۔ اس سے زیادہ آپ کیا سوچیں گے لیکن اگر وہ بچہ بڑا ہو کر ایک بہت بڑا سیاست دان اور پارلیمنٹیرین بن جائے گا اور پاکستان کی کنسٹی ٹیوانٹ اسمبلی کا قائد اعظم کی وفات کے بعد صدر بن جائے تو آپ کو کیسا لگے گا۔

یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے کام اور اس کے چھپر پھاڑ کر دینے کے طریقے۔ یہی کچھ مولوی تمیز الدین خان کے ساتھ ہوا۔ آپ بنگال کے ضلع فرید پور کے ایک دور افتادہ گاؤں خان خاناں پور میں ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے تھے۔ گھر کی غربت کا وہی حال تھا جو ابھی ہم نے نقشہ کھینچا ہے کہ باپ نے کس طرح اپنے ننھے بیٹے کی "رسم بسم اللہ" کی لیکن مولوی تمیز الدین خان نے نہ چھابڑی لگائی نہ چھوٹی سی دکان اور نہ وہ کسی دفتر میں کلرک بنے۔

باوجود اس کے کہ شروع میں ان کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے انتظام کئے کہ وہ لکھ پڑھ بھی گئے اور لکھ پڑھ جانے کے بعد انہوں نے ایسا نام پیدا کیا جو پاکستان کی تاریخ میں کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ اگرچہ انہوں نے اپنی سوانح عمری لکھنی تو شروع کی لیکن وہ اسے مکمل نہ کر سکے ۱۹۲۶ء تک کے حالات لکھے اور اس کے بعد کچھ نہ لکھا جا سکا۔ اب ان کی اپنی تصنیف کردہ ۱۹۲۶ء تک کی سوانح عمری کے ساتھ ان کی دو بیٹیوں کلثوم اور رضیہ اور پروفیسر ایم۔ اے ہدی نے مل کر کچھ اور صفحات شامل کر دیئے ہیں اور اس کتاب کو "ٹسٹ آف ٹائم" (Test of Time) کے نام سے گزشتہ سال ڈھاکہ سے شائع کیا ہے۔ اب یہ کتاب پاکستان میں بھی مل سکتی ہے اس کتاب میں انہوں نے لکھا ہے کہ ایک مدرسے میں چند مہینے تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہیں ایک ہندو سنار نے اپنے مدرسے میں جو اس نے اپنے گھر ہی میں کھولا ہوا تھا داخل کر لیا۔ وہاں کچھ پڑھنے کے بعد وہ ایک باقاعدہ سکول میں داخل ہو گئے۔ یہاں پر بھی ان کا داخلہ لینا ان کے بعض دوستوں کا جن میں بہت سے ہندو بھی شامل تھے، مرہون منت تھا۔

۱۹۰۵ء میں سکول کی ایک تقریب میں مولوی تمیز الدین خان نے ایک نہایت نامور ایڈووکیٹ جو فرید پور کے رہنے والے تھے اور جن کا نام امبیکا چرن مجمدار تھا، کی تقریر سنی۔ اور یہ وہ مجمدار ہیں جو بعد میں انڈین نیشنل کانگریس کے صدر بنے۔ اس تقریر نے ننھے تمیز الدین خان کو سیاست کی طرف مائل کر دیا اور سیاست ہی ساری زندگی ان کا اوڑھنا بچھونا رہا۔ مجمدار کی تقریر لارڈ کرزن کے اس فیصلے کے خلاف تھی کہ بنگال کو تقسیم کیا جائے چونکہ سمجھا یہ جاتا تھا کہ ایسا کرنے سے مسلمانوں کا فائدہ ہوگا۔ ہندو اس کی مخالفت کرتے تھے اور مسلمانوں کی طرف سے نواب سلیم اللہ خان آف ڈھاکہ نے ہندوؤں کی اس مہم کی مخالفت شروع کی۔ اگرچہ مولوی تمیز الدین کہتے ہیں کہ جہاں ہم رہتے تھے وہاں نواب سلیم اللہ خان کی باتیں سننے کا کوئی موقع نہیں تھا اور جب باتیں ان تک پہنچیں بھی تو حالات ایسے پیدا کر دیئے گئے کہ مسلمان طلباء بھی ہندوؤں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کی اس تحریک کا مذاق اڑاتے تھے ۱۹۰۶ء میں مولوی صاحب نے انٹرنس کا امتحان دیا اور یہی وہ پہلا موقعہ ہے جب انہوں نے کلکتے کا شہر دیکھا۔ ۱۹۰۹ء میں انہوں نے ایک ایسی فیملی میں شادی کر لی جو ان کی تعلیم کے اخراجات برداشت کر سکتے تھے۔ اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال تھی اور ان کی بیگم صرف ۱۱ سالہ تھی۔ کالج میں داخل ہونے کی وجہ سے انہیں اپنی بیوی سے خاصا وقت الگ رہنا پڑتا تھا۔ جب تمیز الدین خان کالج میں داخل ہو گئے تو انہوں نے ایک عجیب قصہ گھڑا۔ قصہ یہ تھا کہ ان کی بیوی ربیعہ گاڑی پر سفر کرتے ہوئے ایک ہندو لڑکی مونورما سے ملی ہے۔ اور چونکہ ربیعہ مونورما کی وفات یافتہ چھوٹی بہن کی ہم شکل تھی اس لئے مونورما کو ربیعہ سے انس ہو گیا اور دونوں بڑی پکی سہیلیاں بن گئیں۔ چنانچہ تمیز الدین نے ربیعہ کو مونورما کی طرف سے خط لکھنے شروع کئے۔ یہ خط وہ بائیں ہاتھ سے لکھتے تھے تاکہ دائیں ہاتھ سے لکھا ہوا خط پہچانا نہ جائے اور ربیعہ کو یہ نہ پتہ چل جائے کہ یہ خط تو ان کے خاوند لکھ رہے ہیں۔ ان خطوط کی وجہ سے ربیعہ کو واقعی یہ محسوس ہونے لگا کہ وہ مونورما کو کہیں نہ کہیں ضرور ملی ہے۔ اسے نوجوانی کی شوخی کہہ لیجیئے جو تمیز الدین سے سرزد ہوئی

جب انہوں نے کلکتہ یونیورسٹی سے وکالت کا امتحان پاس کر لیا تو ۱۹۱۵ء میں فرید پور بار کے ممبر بن گئے۔ آغاز ہی میں ان کی ملاقات اے۔ کے فضل الحق سے ہوئی۔ اور اسی ملاقات کا موقعہ تھا ایک تعلیمی کانفرنس جو باریسال میں منعقد کی گئی تھی۔ اس کانفرنس میں اے۔ کے فضل الحق سے ملاقات کے بعد انہیں خیال آیا کہ فرید پور میں ایک ایسا ہی کانفرنس قائم کی جانی چاہیئے۔ چنانچہ اس طرح وہ سیاست میں آ گئے اور انڈین نیشنل کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سے ان کا رابطہ رہا۔ بعد میں وہ خلافت موومنٹ اور ایسی ہی دیگر تحریکوں میں بھی شامل رہے۔ ترک موالات کی تحریک سے متاثر ہو کر تمیز الدین خان نے اپنی وکالت کو خیرباد کہا اور کلکتے جا کر بڑے بڑے سیاسی رہنماؤں کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ ان میں سی۔ آر۔ داس اور سبھاش چندر بوس بھی شامل تھے۔ خلافت موومنٹ اور ترک موالات کے سلسلے میں مولوی صاحب کی گرفتاری بھی ہوئی اور دو سال قید کی سزا ملی۔ یہ قید بامشقت تھی انہوں نے اپنی اس کتاب میں جیل میں اپنے گزارے ہوئے دنوں کی خاص تفصیل پیش کی ہے اور اس بات کا خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ سیاسی قیدیوں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جاتا تھا۔ اس کے چند ہی سال بعد آپ کے دل میں ہندوؤں سے نفرت پیدا ہونی شروع ہو گئی اور خاص طور پر اس لئے بھی کہ سوامی شردھانند نے ۱۹۲۴ء میں شدھی سکیم شروع کر دی چنانچہ تمیز الدین خان کانگریس پارٹی سے الگ ہو گئے۔ اور انہوں نے مسلم لیگ کا ساتھ دینا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ رفاہی کاموں میں بھی حصہ لینے لگے۔ اس سال بنگالی لیجسلیٹو کونسل کے پہلی دفعہ ممبر منتخب ہوئے۔ آپ کی اپنی تحریر کردہ سوانح حیات اسی انتخاب کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔

۱۹۳۷ء میں کانگریس کے ایک زبردست رکن ہمایوں کبیر کے مقابلے میں آپ نے فرید پور سے انتخاب جیت لیا اور اس کے ایک ہی سال بعد آپ فضل الحق کرشک پرجا پارٹی کی بنائی ہوئی وزارت میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ہندوستان کی کنسٹی ٹیوانٹ اسمبلی کے ممبر نامزد ہوئے۔ تقسیم برصغیر کے بعد قائد اعظم پاکستان کی کنسٹی ٹیوانٹ اسمبلی کے صدر تھے۔ اور مولوی تمیز الدین خان ڈپٹی صدر۔ چنانچہ قائد اعظم کی وفات کے بعد مولوی صاحب کنسٹی ٹیوانٹ اسمبلی کے صدر بن گئے۔

"ٹسٹ آف ٹائم مائی لائف اینڈ ڈیز" (TEST OF TIME MY LIFE AND DAYS) یونیورسٹی پریس ریڈ کریسنٹ بلڈنگ ۱۱۴ موتی جھیل پوسٹ بکس ۲۶۱۱ ڈھاکہ بنگلہ دیش سے چھپی ہے۔ اب پاکستان میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کراچی اس کی اشاعت کر رہا ہے قیمت/۲۷۵ روپے

---

کتنے چہروں پہ پسینہ سا نظر آئے گا
شہر میں لوٹ کے جب شہر بدر آئے گا

اس قدر پیار نہ کر آگ سے ورنہ تجھکو
چاند نکلے گا تو کرنوں سے بھی ڈر آئے گا

ماند پڑ جائے گا سمتوں کے تعیّن کا عمل
اک دھواں سا ہی جو ہر سمت نظر آئے گا

اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفّل نہ کرو
روٹھنے والا کسی روز تو گھر آئے گا

چھاؤں سے آج اگر داغ تعصّب نہ دھلا
کل درختوں پہ بھی الزام سفر آئے گا

دھوپ چاہیں گے جو قدسی تو گھٹا برسے گی
عیب ڈھونڈیں گے تو ہاتھوں میں ہنر آئیگا

عبدالکریم قدسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## شذرات

نون سین

# جرم و سزا

جرم اور سزا کی آپس میں نسبت اور ان دونوں کا معیار متعین کرنے کی کوشش تو ہمیشہ کی جاتی رہی ہے۔ مثلاً کہا جا سکتا ہے کہ تعزیرات کی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ اگر چوری ہو اور اس قسم کی چوری ہو تو کتنی مدت قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔ یا اور کوئی جرم ہو تو کتنا جرمانہ کیا جا سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ایک بات جس کا آج تک فیصلہ نہیں ہو سکا اور شاید کبھی نہیں ہو سکے گا وہ یہ ہے کہ "غصے" کی حالت میں مجرم کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اسے کتنا زدوکوب کیا جائے اس پر کتنا تشدد کیا جائے۔ اسے کس قسم کی گالی گلوچ سے "نوازا" جائے۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن نے گذشتہ ہفتے تشدد کے سلسلے میں ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ تشدد ایک معمول کی بات ہو گئی ہے۔ اگرچہ ایسے ممالک کی تعداد جہاں تشدد کیا جاتا ہے کم ہو رہی ہے۔

اس رپورٹ پر کمیشن کے ۴۶ ویں اجلاس میں بحث کی جائے گی۔ رپورٹ اس بات کا بھی اظہار کرتی ہے کہ تشدد کے بہت سے کیسز (CASES) ایسے ہیں جن میں بچوں اور نوجوانوں کا ذکر آتا ہے۔ باوجود اس کے کہ نومبر ۱۹۸۹ء میں اقوام متحدہ نے ایک کنونشن منظور کی تھی۔ جس میں بچوں کے حقوق کا ذکر ہے ان پر تشدد جاری ہے۔ مارا پیٹا جاتا ہے۔ کوڑے لگائے جاتے ہیں اور سگریٹ سے جسم کے مختلف حصوں کو جلایا جاتا ہے۔ اور یہ باتیں تھانوں میں اور فوجی کیمپوں میں اکثر ہوتی ہیں اس سلسلے میں جن ممالک کا ذکر کیا گیا ہے ان میں الجیریا۔ بحرین۔ بینن۔ چلی اور چین خاص طور پر نمایاں ہیں۔ کولمبیا۔ مصر۔ السلواڈور اور اسرائیل کے مقبوضہ علاقے اور ہندوستان ایسی جگہیں ہیں۔ جہاں بچوں پر تشدد کیا جاتا ہے۔ اور یہ وہ علاقے ہیں جہاں پر حراست میں رکھے گئے لوگوں کی بہت سی اموات واقع ہوتی ہیں۔ بعض ممالک میں تشدد کے طریق زیادہ "بہتر" بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان ممالک میں قیدیوں کو ایسی فضا میں سانس لینے پر مجبور کیا جاتا ہے جہاں گیس موجود ہوتی ہے۔ اور جس کے نتیجے میں وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ مصر کے متعلق کہا گیا ہے کہ جسم کے مخصوص حصوں پر بجلی کی تاروں سے جھٹکے دیئے جاتے ہیں۔

ایکویٹوریل گنی میں قیدیوں کو ایسا پانی پینے پر مجبور کیا جاتا ہے جس میں جراثیم کش دوائیں ملی ہوتی ہیں اور بجلی کے جھٹکے بھی دیئے جاتے ہیں۔ جب قیدیوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے تو مراکش میں وہاں کے فوجی اسکی نگرانی کرتے ہیں۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہندوستان میں نوجوان چوروں کو بجلی کے جھٹکے دیئے جاتے ہیں اور انڈونیشیا میں بھی ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ بلکہ اسکے علاوہ انہیں گندہ پانی پینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اور ابلتے ہوئے پانی میں کھڑا رہنے کی سزا دی جاتی ہے۔ روس میں جو سیاسی کارکن ہیں اور جو بنیادی انسانی حقوق کے لئے آواز اٹھاتے ہیں انہیں ذہنی مریضوں کے ہسپتال میں داخل کروا دیا جاتا ہے۔

# مذہبی رجحان (جاپان میں)

جاپان میں حال ہی میں ایوان زیریں کے انتخابات ہوئے ہیں۔ یہ تو اکثر ہوتا ہے کہ انتخابات کے مواقع پر جو لوگ انتخاب لڑنا چاہتے ہیں وہ ووٹروں کے آگے پیچھے پھرتے ہیں اور ان سے جا و بے جا مصافحہ کرتے ہیں بلکہ انہیں ہلکی پھلکی کھانے کی چیزیں بھی پیش کرتے ہیں ہم نے تو یہ بھی دیکھا اور یہ ۱۹۳۵ء کی بات ہے کہ لاہور میں ٹرکوں پر پلاؤ زردے کی دیگیں رکھ کر شہر میں گھمایا جاتا تھا۔ اور بھنے ہوئے مرغ ہاتھ میں ہلا ہلا کر لوگوں کو ترغیب دی جاتی تھی کہ "وہاں" "فلاں جگہ پر" آکر کھانا کھائیں اور وہ جگہ امیدوار کا گھر یا اسکا کیمپ ہوتا تھا۔ لیکن جاپان میں اس دفعہ دیکھا گیا کہ انتخاب کے موقع پر امیدواروں کا رجحان خاص طور پر مذہب کی طرف ہو گیا ہے۔ وہاں پر ایک مندر ہے جسے ٹوسن جی (TOSEN JI) کہتے ہیں۔ یہ بدھوں کی عبادت گاہ ہے اور یہاں عام طور پر بہت کم لوگ عبادت کیلئے آتے ہیں۔ لیکن اس دفعہ یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ تمام امیدواروں کا تقریباً ۲/۳ حصہ اس مندر میں عبادت کے لئے گیا۔ کہتے ہیں کہ اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ مندر کا نام ٹوسن جی ایک ایسا نام ہے جو جاپانی زبان میں الیکشن جیتنے کے الفاظ کے مترادف ہے۔ اسی بات کو اچھا شگون سمجھتے ہوئے بہت سے امیدواروں نے اپنا رخ اس مندر کی طرف کر لیا ہے۔ اس مندر کے انچارج کا نام شنکائی ساناڈا ہے (SHINKAI SANADA) اور ان کی عمر ۵۶ سال ہے۔ انہوں نے صاف الفاظ میں کہا کہ یہ لوگ حقیقی طور پر مذہب کی روح سے سرشار ہو کر یہاں نہیں آئے بلکہ یہ تو انتخابی بخار ہے جو انہیں اس طرف موڑ دیتا ہے۔ وہاں جا کر لوگ خوش قسمتی کے لئے تعویذ خریدتے ہیں اور یہ تعویذ وہاں کے بھکشوؤں نے بنائے ہوتے ہیں کوئی تعویذ ۱۰ ہزار ین یعنی ۷۰ ڈالر کوئی ۳۰ ہزار ین کا کوئی پچاس ہزار ین کا اور کوئی ایک لاکھ ین کا۔ یہ امیدوار ان میں سے کوئی تعویذ خرید کے اپنے انتخابی کیمپ میں رکھ لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ زیادہ قیمتی تعویذ ہی بہتر نتائج دے سکتا ہے البتہ جو لوگ پہلی دفعہ انتخاب لڑ رہے ہوتے ہیں وہ اپنی لاعلمی یا ناتجربہ کاری سے زیادہ قیمتی تعویذ خریدتے ہیں۔ ساناڈا نے یہ بھی بتایا ہے کہ مختلف لوگوں نے انہیں دعا کی درخواستیں دیں کہ وہ بدھا سے دعا کریں تاکہ انہیں کامیابی نصیب ہو۔ صرف ایک پارٹی نے وہاں سے کبھی تعویذ نہیں خریدے اور وہ ہے کمیٹو Komito جس کی پشت پناہی پر بدھ لوگ ہیں۔ اس پارٹی کے نام کا مطلب ہے "صاف ستھری حکومت کی پارٹی" بہت سے لوگ بدھا کی طرف دیکھتے ہیں کہ انہیں کامیابی عطا ہو۔ آخر سیاسی لوگ بھی تو انہیں میں سے ہیں۔ وہ بھی ویسا ہی کریں گے۔ جیسا کہ دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس دفعہ جن لوگوں نے اس مندر میں انتخابات کے دوران خاص طور پر عبادت کی ان میں سابق وزیر اعلیٰ نوبورا تاکے شیتا اور وزیر مال ریو تاؤ ہاشی موتو (RYUTARO HASHIMOTO) سٹ سوکی ایڈا (SATSUKI ADA) جو مخالف پارٹی سوشلسٹ ڈیموکریٹک فیڈریشن کے سربراہ ہیں۔ شامل ہیں۔

# ایران

یہ تو سب جانتے ہیں کہ ایران عراق جنگ نے دونوں ملکوں کی اقتصادی حالت پر خاصا برا اثر ڈالا ہے۔ ایران کے متعلق جاپانی تاجروں نے بتایا ہے کہ ایران کا ایک وفد مختلف امور میں جاپانی ماہرین اور فنڈز کے لئے آیا ہوا ہے۔ ایران نے اپنے پانچ سالہ اقتصادی پروگرام کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ جاپان اور سیول سے ماہرین اور فنڈز حاصل کریگا۔ اگرچہ وہ فنڈز قرضے کے طور پر لینے کے لئے تیار نہیں ہے بلکہ جو تیل وہ آئندہ چند سالوں میں مہیا کرے گا اس کی قیمت لینا چاہتا ہے اور جاپانی تاجروں نے بتایا ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے ملاقاتوں کے دوران اس بات کا عہد کر لیا تھا کہ وہ پیشگی رقم دینے کے لئے تیار ہیں۔ ایرانی وفد کے لیڈر تیل کے وزیر کے ڈپٹی ماجد ہدایت زادہ ہیں۔ وہ اپنے اس دورے میں اپنی اقتصادی سکیم کے متعلق زیادہ کچھ نہیں بتا رہے۔ البتہ جاپانی تاجروں نے بتایا ہے کہ ایرانی تیل صاف کرنے والے کارخانوں کی کارکردگی کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تاکہ ریکلیشن کی ملکی ضرورت کو پورا کیا جا سکے۔ یہ سکیم دراصل صدر علی اکبر ہاشمی رفسنجانی کی پیش کردہ ہے جس کے ذریعے وہ ملک کی اقتصادی تعمیر نو کا کام کرنا چاہتے ہیں۔ اس سکیم کو ایران کی پارلیمنٹ نے منظور کر لیا ہے۔

# سعودی عرب

یہ تو سب جانتے ہیں کہ سعودی عرب دنیا کا ایک چوتھائی تیل فراہم کرتا ہے یا اتنا تیل فراہم کرنے کے لئے اس کی اہلیت موجود ہے لیکن یہ خبر سب کے لئے نئی ہے کہ عنقریب سعودی عرب سونا چاندی اور دیگر قیمتی دھاتیں بھی دنیا کو فراہم کرنے لگے گا۔ مدینہ منورہ سے تین سو کلومیٹر مشرق کی طرف سُخے بارات کان سے یہ دھاتیں نکالی جائیں گی اور اندازہ یہ ہے کہ تین ہزار تین سو پونڈ ہر سال دنیا کو سپلائی کی جائیں گی۔ ۱۹۹۱ء کے شروع میں اس عمل کا آغاز ہوگا۔ جس کمپنی نے ان دھاتوں کی فروخت کا کام کرنا ہے وہ سعودی کمپنی برائے قیمتی دھاتیں۔ (S.C.P.M.) سعودی حکومت اور سویڈن کی حکومت مل جل کر چلائیں گی۔ اس کا ابتدائی سرمایہ دس کروڑ سعودی ریال یعنی ڈھائی کروڑ امریکی ڈالر ہوگا اس بات کا اعلان اس وقت کیا گیا جب چار میگا واٹ طاقت کے پلانٹ کے لئے ٹینڈر مانگے گئے۔ ۳ر فروری ٹینڈر پیش کرنے کی آخری تاریخ ہے سونا ہوائی جہاز کے ذریعے باہر بھیجا جائے گا تاکہ اسے یورپ اور مشرق بعید میں صاف کیا جائے۔ سعودی عرب کے علاقے میں مغربی ساحل پہ ایک سب پرانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سونے کی کان موجود ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اس حکائتی کان سے ملتی جلتی ہے جو تاریخوں کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملکیت تھی۔ اگرچہ اس کان سے فائدہ اٹھانے کی کئی بار کوشش کی گئی لیکن حقیقی طور پر اور سنجیدگی کے ساتھ ۱۹۸۶ء میں اس پر عمل شروع ہوا۔ ایک درمیانی کان سونے کی مہد الذہب علاقے میں ہے جو مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے اور جس کے متعلق یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس میں سے ۱،۱ ملین ٹن سونا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک سخے بارات کی کان کا تعلق ہے وہاں ۴،۸ ملین ٹن کچا سونا موجود ہے اس کان کو ۳۰ سال تک سونا نکالنے کے کام میں لایا جا سکتا ہے۔ کمپنی کا یہ بھی کہنا ہے کہ مہد الذہب کے اردگرد اور بھی کئی ایسے مقامات میں جہاں سونا ملنے کا امکان ہے اور اس سلسلے میں وہاں کام شروع کر دیا گیا ہے۔ یہ کمپنی جو سعودی عرب اور سویڈن نے مل جل کر قائم کی ہے۔ ۱۹۸۸ء میں جنرل پیٹرولیم اور منرل آرگنائزیشن کے نام سے اور بو لیڈن آف سویڈن کے اتحاد سے بنی ہے جہاں تک سخے بارات کی سکیم کا تعلق ہے یہ ۱۹۸۳ء میں زیر عمل لائی گئی تھی۔ جب پیٹرومن اور بو لیڈن نے سونے کی تلاش شروع کی اور انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ یہاں تجارتی معیار پر سونا موجود ہے۔ جب کان کو کھود کر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کے اردگرد بھی مفید دھاتیں مل سکتی ہیں۔ یہ سونا سطح زمین کے اتنا قریب ہے کہ بغیر زیادہ نیچے جانے کے جیسا کہ عام طور پر کانوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ یہاں سے سونا حاصل کیا جا سکے گا۔

## مقبوضہ عرب علاقے

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے کمشن نے گذشتہ جمعہ کے روز بیالیس ووٹوں سے اس بات کا فیصلہ کیا کہ اسرائیل سے یہ کہا جائے کہ مقبوضہ علاقوں میں وہ باہر سے آنے والے یہودیوں کو بسانے کا ارادہ ترک کر دے۔ صرف ایک ووٹ نے حصہ لینے سے احتراز کیا۔ تجویز کے خلاف کوئی ووٹ نہیں تھا۔ مورس ابراہام جو امریکی حکومت کے نمائندے ہیں، نے کہا کہ وہ اس تجویز کے حق میں ووٹ تو دیتے لیکن اس تجویز کے پہلے پیراگراف میں کچھ قانونی وضاحتیں درکار تھیں۔

اس تجویز میں کہا گیا ہے کہ اسرائیل کیلئے اپنے شہریوں کو مقبوضہ علاقوں میں بسانا غیر قانونی ہے اور جنیوا کنونشن کی چوتھی شق کے سراسر خلاف۔ کیونکہ یہ شق سارے فلسطین اور عرب کے علاقوں پر جو اسرائیل کے قبضے میں ہیں، حاوی ہوتی ہے۔ یہ علاقے اسرائیل کے پاس ۱۹۶۷ء کی جنگ کے بعد سے ہیں۔ ان میں یروشلم بھی شامل ہے۔

## ٹانسلز

۱۹۴۰ء اور ۱۹۵۰ء کے درمیان ٹانسلز نکلوانے کا بہت رواج تھا۔ ڈاکٹر حضرات اس بات کی طرف خاصی توجہ دیتے تھے کہ اگر بچوں کو ٹانسلز کی وجہ سے کوئی تکلیف ہو تو ٹانسلز فوری طور پر نکلوا دیئے جائیں۔ بلکہ بعض اوقات تو پوری طرح صحت مند بچوں کے ٹانسلز بھی نکلوا دیئے جاتے تھے۔ لیکن اسکے بعد یہ رواج کم ہونا شروع ہوا اور اب شاذ ہی کے طور پر ٹانسلز نکلوانے کی بات سامنے آتی ہے لیکن برطانیہ کے ڈاکٹروں نے جو حال ہی میں تجربات کئے ہیں ان کے مطابق پتہ چلتا ہے کہ بچوں کے ٹانسلز کس طرح ان کی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ وہ اچھی طرح اور جی بھر کر گہری نیند سو نہیں سکتے۔ دن کے وقت بھی انہیں غنودگی رہتی ہے۔ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں اور سکول کے کام میں بھی بہتر طریق پر ترقی نہیں کرتے۔ آج کل زیادہ تر اینٹی بیاٹکس کے ذریعے ان کا علاج کیا جاتا ہے۔ لیکن بار بار ٹانسلز ہونے کو یہ دوائیں روک نہیں سکتیں۔ چرچل ہسپتال اور ریڈ کلف انفرمری آکسفورڈ نے کہا ہے کہ بچوں کی نیند کا خراب ہونا جسے سلیپ اپنیویا (APNOEA) کہتے ہیں۔ وہ بڑھے ہوئے ٹانسلز کا ہی نتیجہ ہوتے ہیں اور پتہ اس لئے نہیں چلتا کیونکہ اسکی علامات میں کوئی خصوصیت نہیں پائی جاتی۔ ڈاکٹروں کی ایک ٹیم جن کے سربراہ ڈاکٹر جے۔ آر۔ سٹریڈلنگ (J.R STRADLING) ہیں نے ۶۱ ایسے بچوں کا مطالعہ کیا جو نیند میں خراٹے لیتے تھے اور جنہیں پہلے ہی یہ مشورہ دیا جا چکا تھا کہ وہ بار بار ظاہر ہونیوالے ٹانسلز کو نکلوا دیں انکے مطالعے سے یہ بات سامنے آئی کہ ان میں سے ۶۵ فی صد ایسے بچے تھے جو رات کے وقت اچھی طرح نہیں سو سکتے تھے اور دن کے وقت ان پر غنودگی طاری رہتی تھی۔ وہ ایک دوسرے سے ہر وقت لڑنے پر آمادہ رہتے تھے اور تعلیمی ترقی انکے لئے خاصی مشکل تھی۔ جب ان کے ٹانسلز سرجری کے ذریعے نکال دیئے گئے تو اسکے ۶ ماہ بعد یہ تمام علامات غائب ہو چکی تھیں اور ان کی بڑھنے کی قوت بھی پہلے سے زیادہ ہو گئی تھی۔ اسکی وجہ انکے خیال میں یہ ہے کہ اپریشن سے پہلے جو ان کے منہ سے لعاب نکلتا تھا وہ ان کی بڑھنے کی قوت پر اثر انداز ہوتا تھا۔ اپنے اس تجرباتی مطالعے سے حاصل کئے جانے والے حقائق ان ڈاکٹر صاحبان نے لینسیٹ میڈیکل جرنل (LANCET MEDICAL JOURNAL) میں شائع کئے ہیں۔

## ہماری تاریخ

تاریخ سے بھاگنے کے معنی ہوتے ہیں طبیعت میں مردہ دلی ہے۔ ویسے کسی کمزور آدمی کو زخم لگ جاتا ہے تو وہ کہتا ہے۔ مجھے نہ دکھاؤ میں نہیں دیکھتا میرا دل ڈرتا ہے۔ تاریخ سے بھاگنے والی قوم وہی ہوتی ہے جو ڈرپوک ہو جاتی ہے اور ڈرتی ہے کہ اگر میرے ماں باپ کی تاریخ میرے سامنے آئی اور اسمیں میرا بھیانک چہرہ مجھے نظر آیا اور مجھے پتہ لگا کہ میں کون ہوں تو میرا دل برداشت نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس آئینے میں میری شکل مجھے نظر آئے گی۔ اس لئے وہ اپنی شکل کے خیال اور تصور سے کہ وہ کتنی بد صورت ہو گی اسے دیکھنے سے اعراض کرنے کی کوشش کرتا ہے یہ بات فطرت انسانی میں داخل ہے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد اور اپنی اولاد اور اپنے رشتہ داروں کو اپنی شکل کا دیکھنا چاہتا ہے۔ کئی ماں باپ جن کے ہاں کسی حادثے یا بیماری کی وجہ سے بدصورت بچے پیدا ہو جاتے ہیں ان سے ان کی مائیں بھی نفرت کرنے لگتی ہیں اور وہ بدصورت بچے اپنے دوسرے بہن بھائیوں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اسی خیال سے کہ یہ ہم سے اچھے ہیں۔ اسی طرح جب تاریخ میں انسان اپنے آباء و اجداد کو دیکھتا ہے کہ انہوں نے یہ یہ کارنامے سر انجام دیئے اور ان کی یہ شان تھی ان کے مقابلے میں وہ دیکھتا ہے کہ ہم کیا ہیں اور پھر وہ دوسروں کے چلن اور طریق کو دیکھتا ہے جو اس نے اور اسکے ساتھیوں نے اختیار کیا ہوا ہے۔ تو وہ دیانت داری کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ میری

باقی صفحہ ۸ پر

## بیادِ ربوہ

کوئے جاناں سے گزر جب بھی صبا ہو تیرا
سر نگوں ہو کے درِ یار پہ دستک دینا
ڈھل کے شبنم سے غمِ عرض ادا ہو میرا

چوم کے خاکِ قدم آنکھ سے، کہنا ان سے
ایک دیوانہ کہ جو دُور کہیں رہتا ہے —
راس آیا نہ اُسے دُور یوں رہنا ان سے

اپنے جیون کی بھی دیتا ہے دعائیں تجھ کو
اے مری جانِ غزل! جانِ وفا! جانِ جہاں!
پیش کرتا ہے سبھی اپنی وفائیں تجھ کو!

جب بھی خورشید فلک چاک سیا کرتا ہے
تیز جھونکوں میں جلائے ہوئے یادوں کے چراغ
تیرا دیوانہ تجھے یاد کیا کرتا ہے —!

مرحلے زیست کے اک آن میں ڈھل جاتے ہیں
جب بھی آتی ہے تری یاد سفر میں جاناں!
خود بخود فاصلے قربت میں بدل جاتے ہیں

تُو مرے پاس ہے جاناں نہ ترے پاس ہوں میں
پھر بھی محسوس یہ ہوتا ہے کبھی خلوت میں
دُور رہ کر بھی بہت تجھ سے ترے پاس ہوں میں

لیک — یہ بیچ کی دیوار ہٹے گی کب تک؟
منزلِ غربت و ہجرت یہ کٹے گی کب تک؟

(ایچ۔ آر۔ ساحر ڈیٹرائٹ، امریکہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگاں

منصور احمد تاثیر

# محترمہ امۃ السلام صاحبہ راجیکی

محترمہ والدہ صاحبہ مورخہ ۹/۱۲/۸۹ کو بوقت رات سوا دس بجے اپنے مولا کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ گو وہ ہستی آج ہم میں نہیں ہے لیکن آپ کی یادیں۔ آپ کی دعائیں جو آپ ساری زندگی ہمارے لئے کرتی رہیں۔ وہ ہماری زندگیوں کا سرمایہ ہیں۔ اور وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہیں ہم بھی آپ کے درجات کی بلندی کیلئے دعا گو ہیں اور تاحیات دعاگو رہیں گے۔

آپ کی زندگی پر مختصر روشنی ڈالنے سے پہلے اسی مضمون کی وساطت سے اپنے ان بزرگوں، بھائیوں اور عزیزوں کے علاوہ ان دوستوں کا نہایت شکر گذار ہوں جنہوں نے ہماری والدہ صاحبہ کی وفات پر تعزیت کا اظہار فرمایا اور وہ اپنے قیمتی وقت کو پس پشت ڈالتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور ان دوستوں اور عزیزوں کا بھی جو غیر ممالک میں ہیں اور اپنے خطوط سے انہوں نے ہمارے اس غم کو بانٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کا اجر عطا فرمائے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ آج اس عظیم ہستی کے بارہ میں درجات کی بلندی کی غرض چند سطور لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس کے قدموں میں جنت ہے۔

محترمہ والدہ صاحبہ ایسا نافع الناس وجود تھیں جن کو حضرت بانی سلسلہ کی زندگی سے براہ راست فیضیاب ہونے کی سعادت تو نصیب نہیں تھی لیکن حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جانشینوں کے ساتھ ساتھ آپ کو رفقاء بانی سلسلہ کی صحبت میں پرورش پانے کی سعادت ملی ہے۔ آپ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کی بھتیجی تھیں۔ آپ رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مولوی غلام علی صاحب راجیکی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ اور رفیق بانی سلسلہ حضرت حافظ نظام الدین صاحب راجیکی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کی پوتی تھیں اور رفیق بانی سلسلہ حضرت مولانا غوث محمد صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) آف سعد اللہ پور (بانی جماعت احمدیہ سعد اللہ پور تحصیل پھالیہ ضلع گجرات) کی نواسی تھیں۔ اور رفیق بانی سلسلہ حضرت مولانا غلام نبی صاحب مصری (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کی بہو تھیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ سے فیض یاب ہونے والی یہ ہستیاں جنہوں نے اس چشمہ سے خود پانی پیا اور پھر اپنی آنے والی نسلوں میں اس کا رنگ بھرا۔ ان میں سے ایک ہماری والدہ محترمہ بھی تھیں۔

ہماری نانی جان محترمہ رابعہ بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت نانا جان حضرت مولانا غلام علی صاحب راجیکی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے خواب دیکھا تھا کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ میرے پاس تشریف لائے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ محمد احمد میرا بیٹا ہے اسکو اپنی بیٹی کا رشتہ دے دیجئے تو یاد رہے کہ والدِ محترم مولوی محمد احمد صاحب نعیم واقفِ زندگی اور سلسلہ کے مربی تھے اور اسی ناطے آپ نے ان کو بیٹا کہا۔ اور حضرت نانا جان نے بغیر کسی توقف کے آپ سے اپنی بیٹی کا رشتہ طے کر دیا کیونکہ خدا اور اس کے بندوں سے پیار کرنے والوں کا وہ خود خیال رکھتا ہے اور انہیں کبھی بھی ضائع نہیں ہونے دیتا جیسا کہ میں نے تحریر کیا ہے کہ پیدائش سے لیکر جس چاردیواری میں آنکھیں کھولیں اور جن لوگوں کے ذمہ آپ کی تربیت کی ذمہ داری تھی وہ اس چشمہ سے فیض یاب لوگ تھے جن کا اپنا ایک خاص مقام ہے آپ کے منہ میں جو گڑتی دی گئی وہ دعاؤں کا خزانہ تھا۔ آپ نے بچپن میں ابتدائی تعلیم اور دینی تعلیم بھی اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا غلام علی صاحب راجیکی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) سے حاصل کی تھی کیونکہ آپ کے جدِ امجد بھی رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ تھے۔ اسلئے گھریلو ماحول مکمل طور پر دینی ماحول تھا۔ جسکا اثر ساری زندگی آپ پر نمایاں رہا۔ آپ نے ایسی تربیت حاصل کی تھی جو کسی خوش نصیب کو حاصل ہوتی ہے۔ بچپن سے ہی وہ خوبیاں آپ میں موجود تھیں جن کا انسانی زندگی میں ہونا بہت ضروری ہے۔ نماز کی پابند تھیں۔ قرآن مجید ناظرہ کے علاوہ ترجمہ کے ساتھ اسکے حقائق سے بھی متعارف تھیں۔ تہجد گذار۔ رمضان المبارک کے فرضی روزوں کے علاوہ نفلی روزے رکھنا تو آپ کی زندگی کا معمول تھا۔ پردہ کی بہت پابند تھیں۔ رمضان المبارک میں کئی مرتبہ بیت المبارک ربوہ میں اعتکاف بیٹھنے کا بھی شرف حاصل تھا۔

والدہ محترمہ اس بات کا ذکر فرمایا کرتی تھیں کہ جس رنگ اور ماحول میں میں نے تربیت پائی تھی اور میری یہ دعا ہوتی تھی کہ یا اللہ تو میری ساری زندگی مجھے ایسا ماحول ہی عطا کئے رکھنا' تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کو سنا اور آپ کی شادی رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مولانا غلام نبی صاحب مصری (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کے گھر میں ہو گئی۔ اور آپ قادیان دارالامان میں آگئیں۔ دینی ماحول کا یہ عالم تھا کہ گو قادیان میں آپ سسرال تھوڑا عرصہ ہی رہیں لیکن اس کے بعد ساری زندگی پھر مرکز ربوہ میں ہی رہیں۔ اور مرکز سے محبت اور فرائض کی ذمہ داری کا یہ عالم تھا کہ والد صاحب مربی سلسلہ تھے اور وہ مختلف شہروں میں تعینات ہوتے رہے لیکن کبھی بھی مرکز کو چھوڑ کر ان کے ساتھ رہنے کیلئے نہ جاتی تھیں اور یہی خواہش تھی کہ اولاد کی تربیت اور تعلیم مرکز میں ہی ہونی چاہیئے۔ آئمہ جماعت سے حد درجہ محبت اور عقیدت رکھتی تھیں۔ اور آخری زندگی میں حضور انور کی جدائی کا غم ہی آپ کی زندگی کا آخری سرمایہ رہا۔ اتنی دعائیں کرتی تھیں اور باقاعدگی سے خطوط بچوں سے لکھواتی تھیں۔ کیونکہ ہماری دادی جان محترمہ استانی بیگم جی (اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے) وہ بھی مرکز سے باہر نہیں جاتی تھیں اسلئے ان کی خدمت کو فرض سمجھتی تھیں آپ دونوں کا آپس کا تعلق تئیس تیس سال کا تھا۔ لیکن ساس بہو کی بجائے ماں بیٹی کا تعلق تھا۔ کبھی بھی گھر میں کشیدگی کا ماحول پیدا نہیں ہوا تھا۔ ان کی خدمت اور ان کے مہمانوں کی خدمت اور ان کے شاگردوں کا احترام جو کہ آخر وقت تک ان سے ملنے کیلئے آتے تھے۔ اسی طرح کرتی تھیں جسطرح دادی جان کی زندگی میں کیا کرتی تھیں جماعتی نظام سے گہرا تعلق تھا۔ آئمہ جماعت کے ہر حکم پر لبیک کہنے کی پوری مستعدی کیساتھ کوشش کرتی تھیں۔ ۱۹۷۹ء سے موصیہ تھیں اور آخر تک وصیت کے نظام کو مکمل طور پر سمجھتی اور اسکے ادا کرنے کیلئے بے چین رہتی تھیں کہ یہ جو خدا تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہیں اس میں کوتاہی نہ ہو جائے۔ آپ نے اپنا حصہ وصیت اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا اور باوجود آمد نہ ہونے کے اپنے نان نفقہ کے خرچ سے حصہ آمد باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔ اپنے محلہ میں لجنہ اماء اللہ کے کاموں کے علاوہ محلہ میں بچوں کو قرآن مجید بھی پڑھاتی تھیں۔ محلہ میں تربیت کے سلسلہ میں عارضی وقف کیا کرتی تھیں۔ دین کے معاملہ میں اگر کسی میں غلطی دیکھتیں تو اس کو ضرور ٹوکتی تھیں خواہ اسے ناگوار ہی کیوں نہ گذرے اخلاق لحاظ سے بہت بلند اخلاق کی مالک تھیں حقوق اللہ اور حقوق العباد سے مکمل وابستگی رکھتی تھیں۔ اور ان کو ادا کرنے میں ہی خوشی محسوس کرتی تھیں۔ مہمان نوازی اتنی کرتی تھیں کہ لوگ تعریف کرتے تھے۔ اس میں اپنے پرائے کا فرق نہیں آنے دیتی تھیں۔ جن دنوں جلسہ سالانہ ہوا کرتا تھا۔ آپ کے گاؤں سے کثیر تعداد میں مہمان آیا کرتے تھے ان کو اپنے ہاں ٹھہراتی تھیں اور فخر محسوس کرتی تھیں۔

اپنوں اور عزیزوں سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اجنبی لوگ بھی جب آپ سے ملتے تو ایسے محسوس کرتے کہ کافی لمبا عرصہ سے ایک دوسرے سے پہچان ہے۔ رشتہ داری کا بہت پاس کرتی تھیں۔ جب آپ شادی کے بعد قادیان آئیں تو اسوقت ہمارے چچا ڈاکٹر پروفیسر ناصر احمد صاحب پرویز پروازی صاحب اور دیگر سب بہن بھائیوں نے آپ کو بھابھی کہنا شروع کیا۔ اور اس رشتہ میں آپ نے چند دن ہی آپ کو بلایا بعد میں آپ نے ان سے کہا کہ میں آپ کی بہن ہوں اور آپ مجھے آپا کہا کریں ساری زندگی پھر ہم نے دیکھا ان سب نے ان کو آپا کے نام سے بلایا اور آپ نے آپا بن کر دکھایا ساری زندگی بہن بھائیوں کی طرح بسر کی اولاد کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا تھا اور دین کے ساتھ آپ کی زندگی کا یہی سرمایہ ہیں۔ آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین پوتوں چار پوتیوں اور دو نواسوں کی نعمت سے بھی نوازا تھا اپنی نئی نسل سے بہت محبت اور پیار رکھتی تھیں۔

آپ عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال بیمار رہیں۔ لیکن آپ نے جس رنگ میں اپنی بیماری کا مقابلہ کیا۔ اسکے بارہ میں ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ فرمانے لگیں کہ آپ نے اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا ہے۔ دوسرے ڈاکٹروں کے علاوہ آپ ان کی معالجہ تھیں۔ بڑی لگن اور محبت سے آپ ان سے ملتی اور علاج کرتی تھیں۔ اگر آپ کو ذرا بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لطیف ہوتی تو آپ ہر مصروفیت کو بالائے طاق رکھ کر ان کو دیکھنے گھر تشریف لاتی تھیں۔ آپ کے اخلاق کا ہم پر اتنا اثر ہے کہ شکریہ کیلئے الفاظ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عطا فرمائے

دواؤں اور پرہیز کے علاوہ دعاؤں پر اتنا انحصار تھا کہ توکل کو ہاتھ سے نہ چھوڑتی تھیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعاؤں کے لئے لکھتی تھیں اور آپ کی دوائیں بھی باقاعدگی سے استعمال کرتی تھیں۔ آخری دس پندرہ روز کے علاوہ آپ ساری بیماری میں چلتی پھرتی رہیں اور سب عزیزوں کو ملتی تھیں اور کبھی بھی اپنی بیماری کا ذکر نہ کرتی تھیں۔ آخری دنوں میں خوب دعائیں کرتی تھیں غرض بڑا صبر تھا آپ کے آخری لمحات میں بھی آپ نے کئی منذر خوابیں دیکھیں تھیں۔ جن کا ذکر آپ نے کیا اور اس کے بعد بھی آپ آخری وقت تک مطمئن تھیں۔ کبھی بھی اپنے چہرہ پر گھبراہٹ کو عیاں نہ ہونے دیتی تھیں آخر وہ ہستی جو بڑی خوبیوں کی مالک تھی اور ہماری زندگی کا سرمایہ تھی وہ ہمیں چھوڑ کر اس فانی دنیا سے آخرت کے سفر پر روانہ ہو گئی

ع بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ہمارے والد محترم مولوی محمد احمد صاحب نعیم بھی جنوری ۱۹۸۰ء میں وفات پا گئے تھے۔ اُن کی وفات کے بعد محترمہ والدہ صاحبہ نے کبھی بھی ہمارے اندر کسی قسم کا احساسِ محرومی پیدا نہ ہونے دیا۔ ہم پسماندگان آپ دونوں بزرگ ہستیوں کی درجات کی بلندی کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو تمام اُخروی نعمتوں سے نوازے جن کا ذکر اُس نے خود اپنی کامل کتاب میں کیا ہے۔ اور ہم پسماندگان کو صبر جمیل کے ساتھ ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ سلسلے سے وابستہ رہ کر دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ:۔ حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری مکرم مولانا محمد احمد صاحب نعیم کے والد نہیں بلکہ خالو تھے۔

مضمون نگار حضرات صاف۔ کھلا کھلا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔ شکریہ

ڈاکٹر رشید محمد راشد
آئی سپیشلسٹ فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ

# طبّ و صحت

دنیا کی پندرہ فی صد آبادی ہائی بلڈ پریشر کی مرض کا شکار ہے۔

## تعارف مرض

اس بیماری کی علامات اس وقت تک ظاہر نہیں ہوتیں جب تک کہ یہ کوئی نہ کوئی پیچیدگی پیدا نہ کرے۔ لہذا ہائی بلڈ پریشر کی تشخیص اس وقت ہوتی ہے۔ جب کسی اور بیماری کی وجہ سے مریض اپنے فیملی ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اور بلڈ پریشر چیک ہونے پر پتہ چلتا ہے کہ مریض کو ہائی بلڈ پریشر ہے۔

ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں میں سے ۱۰٪ کو کسی دوسری بیماری مثلاً گردوں کی خرابی۔ وغیرہ کی وجہ سے ہائی بلڈ پریشر ہوتا ہے۔

مگر ۹۰ فیصد مریضوں میں ہائی بلڈ پریشر کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

ہائی بلڈ پریشر کی علامات عمومی طور پر ظاہر نہیں ہوتیں مگر سر درد۔ سر چکرانا۔ بے چینی۔ تھکاوٹ اور رات کو نیند نہ آنا وغیرہ۔ ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے بھی ہوتی ہیں۔

## بصارت پر اثرات

جب مریض دس پندرہ سال سے ہائی بلڈ پریشر کے مرض میں مبتلا ہو اور اس کو کنٹرول کرنے والی ادویات باقاعدگی سے استعمال نہ کر رہا ہو تو بصارت متاثر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جتنا ہی ہائی بلڈ پریشر کی شدت اور عرصۂ بیماری زیادہ ہوگا اتنا ہی بصارت پر منفی اثر زیادہ ہوگا۔

بصارت پر ہائی بلڈ پریشر کے اثرات کو چار ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) اس دور میں آنکھ کو سپلائی کرنے والی خون کی نالیاں سکڑنا شروع ہو جاتی ہیں مگر بصارت پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

(۲) دوسرے دور میں آنکھ کو سپلائی کرنے والی خون کی نالیاں اس حد تک سکڑ جاتی ہیں کہ مریض کو کبھی کبھی دھندلے پن کی شکایت ہو جاتی ہے جو اکثر اوقات معمولی نوعیت کی ہوتی ہے۔

(۳) تیسرے دور میں خون کی نالیوں کے سکڑنے کے ساتھ ساتھ آنکھ کے حساس پردہ یعنی RETINA کے مختلف حصوں میں خون کا اجتماع ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ خون کی نالیوں سے رطوبات نکل کر پردہ بصارت پہ جمع ہو جاتی ہے اور اگر یہ نقطہ مرکوزہ پر جمع ہو جائیں جو کہ اکثر اوقات ہو جاتی ہیں تو ۸۰٪ بصارت متاثر ہو جاتی ہے۔

(۴) جب ہائی بلڈ پریشر کا لمبا عرصہ بالکل علاج نہ کروایا جائے تو پھر یہ دور شروع ہو جاتا ہے۔ اس دور میں آنکھ کا عصبی گنگشن یعنی OPTIC NERVE HEAD پھول کر مردہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پردہ بصارت پر اجتماع خون اور رطوبات بھی جمع ہو جاتی ہیں۔ جس سے انسان بالکل اندھا ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کا علاج ممکن نہیں ہوتا۔

حاملہ عورت کو اگر ہائی بلڈ پریشر کا مرض لاحق ہو جائے اور پھر علاج نہ کیا جائے تو پردہ بصارت اپنی جگہ سے اکھڑ جاتا ہے اور مریض اندھا ہو جاتا ہے

اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کا علاج مستند ڈاکٹر سے کرواتے رہنا چاہیئے اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض کو ہفتہ میں ایک بار ضرور اپنے فیملی ڈاکٹر سے بلڈ پریشر چیک کرواتے رہنا چاہیئے

نیز ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کو آئی سپیشلسٹ (EYE SPECIALIST) ڈاکٹر سے ہر چھ ماہ بعد اپنی آنکھوں کا معائنہ کرواتے رہنا چاہیئے تاکہ بصارت پر ہائی بلڈ پریشر کے منفی اثرات کو کنٹرول کیا جا سکے۔

---

بقیہ:۔ ارشادات امام (الرابع)

دُکھ کا مقام نہیں ہے کسی قسم کی شرمندگی کا مقام نہیں ہے۔ اسے پوری جرأت اور پورے عزم اور پورے حوصلے کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ یہ سوچ کر کہ وہ آقا جس کی خاطر ساری کائنات کو پیدا کیا گیا تھا، جس کے لئے زینتیں بنائی گئی تھیں اس کا اپنا لباس بڑا سادہ ہوا کرتا تھا۔ پس کپڑوں میں کوئی فخر نہیں بلکہ بعض اوقات کپڑے انسان کو اپنے مقاصد سے غافل کر دیتے ہیں۔"

(خطبہ عید الفطر فرمودہ ۲۲ جولائی ۱۹۸۲ء)

---

# وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

**مسل نمبر ۲۷۳۵۷:۔** میں بشریٰ بشیر زوجہ بشیر احمد صاحب قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۴۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن مغربی جرمنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۱/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) ۲ کنال زمین سکنی واقع دارالصدر شمالی ربوہ مالیتی ایک لاکھ روپے (۲) طلائی زیورات ۵ ۱/۲ تولہ مالیتی ۱۶۵۰۰/- روپے (۳) سلائی مشین مالیتی ۸۵۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰۰/- مارک ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔
الامۃ۔ بشریٰ بشیر زوجہ چوہدری بشیر احمد مغربی جرمنی گواہ شد نمبر ۱۔ صوفی نذیر احمد وصیت نمبر ۱۰۰۹۱ گواہ شد نمبر ۲۔ چوہدری بشیر احمد وصیت نمبر ۱۰۱۴۴-۲۱۔ خاوند موصیہ۔

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری مبارک مصلح الدین احمد

# قبولیت دعا کے اصول

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے عرصہ ہوا سورۃ فاتحہ کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح یہ سورۃ سات آیات پر مشتمل ہے اسی طرح اس میں سات اصول قبولیتِ دعا کے بیان کئے گئے ہیں۔ حضور نے بالتفصیل مثالیں دے کر یہ بیان فرمائے۔ ذیل میں اس کا خلاصہ پیش ہے:۔

### ۱۔ پہلا اصل۔

جس مقصد کے لئے دعا کی جائے وہ نیک ہو۔ جس مقصد کے لئے دعا کی گئی ہے اگر وہ نیک نہیں تو ردّ کئے جانے کے قابل ہوگی۔

### دوسرا اصل:۔

دعا ایسی ہو کہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے دوسرے بندوں کا بلکہ سب دنیا کا فائدہ ہو یا کم از کم یہ کہ ان کا نقصان نہ ہو (اور اس کے قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ کی حمد ثابت ہوتی ہو)

### تیسرا اصل:۔

اس میں اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو جنبش دی گئی ہو۔ (اور اس دعا کے قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت ظاہر ہوتی ہو)

### چوتھا اصل:۔

وہ نیکی کی ایسی بنیاد ڈالتی ہو جس کا اثر دنیا پر ایک لمبے عرصہ تک رہے اور جس کی وجہ سے نیک اور شریف لوگ متواتر فائدہ حاصل کریں یا کم از کم یہ کہ ان کے راستہ میں کوئی روک نہ پیدا ہوتی ہو۔ (گویا اس دعا کے قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت ظاہر ہوتی ہو)

### پانچواں اصل:۔

دعا کرتے وقت ان ظاہری ذرائع کو نظر انداز نہ کر دیا گیا ہو جو صحیح نتائج پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تجویز کئے ہیں (یعنی صفت مالک یوم الدین کا بھی خیال رکھا گیا ہو)

### چھٹا اصل:۔

ایسے شخص کا اللہ تعالیٰ سے کامل تعلق ہو اور اس سے کامل اخلاص حاصل ہو اور وہ شرک اور مشرکانہ خیالات سے کلی طور پر پاک ہو۔

### ساتواں اصل:۔

دعا کرنے والا خدا کا ہی ہو چکا ہو۔ اور اس کا کامل توکّل اسے حاصل ہو۔ اور وہ اس مقام پر پہنچ جاوے کہ خواہ کچھ ہو جائے اور کوئی بھی تکلیف ہو مانگوں گا تو خدا تعالیٰ ہی سے مانگوں گا۔

## بقیہ: شذرات

غفلت اور میری سہل انگاری اور میری اپنی فرائض سے کوتاہی اور میری عیش و آرام کی زندگی مجھ کو مجرم بنانے کے لئے کافی ہے اسے تاریخ کے اس آئینے میں اپنا گھناؤنا چہرہ نظر آجاتا ہے۔ اور وہ خیال کرتا ہے کہ جب میں اپنے پرانے حالات پڑھوں گا اور دیکھوں گا کہ وہ لوگ جو میرے آباء تھے ان کاموں سے نفرت کیا کرتے تھے تو مجھے بھی اپنے اندر تغیّر پیدا کرنا پڑے گا پس وہ اپنے بدصورت چہرے کو اُنکے خوبصورت چہرے سے ملانے سے گھبراتا ہے۔ اور اس لئے وہ تاریخ سے دور بھاگتا ہے۔

ضرورت ہے

متفرق دفتری کام اور حساب کتاب کے لئے کم از کم میٹرک پاس جوان کی ضرورت ہے۔ زائد تعلیم اور تجربہ قابلِ ترجیح۔ معقول تنخواہ اور سہولتیں۔

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ربوہ

فون: ۷۷۱، ۶۰۶

عورتوں اور بچوں کے مشہور معالج

۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

• گوجرانوالہ فون ۷۴۸۴۴ • ربوہ فون ۹۰۶

• قلعہ کالروالہ • ملتان • کراچی

# خبریں

## مُلکی خبریں

○ وفاقی حکومت نے پنجاب کے گورنر ریٹائرڈ جنرل ٹکا خان کو ہدایت کی ہے کہ وہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے غیر جمہوری غیر سیاسی اور غیر آئینی طرزِ عمل اور ناپسندیدہ اقدامات کا نوٹس لیں اور پنجاب میں وفاق کے نمائندہ کی حیثیت سے ان کارروائیوں کے متعلق آئینی کردار ادا کریں۔ اور اپنے انتظامی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے بعض معاملات کی تفتیش اور چھان بین کی اجازت دیں۔

○ وفاقی وزیر اعظم نے نئی کابینہ بنانے کے لئے صلاح مشورے شروع کر دیئے ہیں۔ مزید وزیر شامل کرنے کا امکان ہے

○ امریکہ نے بھارت کو متنبہ کیا ہے کہ وہ کشمیر میں نہتے کشمیریوں کے قتل عام سے باز رہے۔ اور اس مسئلے کو مذاکرات کے ذریعے حل کرلے۔

○ وفاقی وزیرِ قانون سید افتخار گیلانی نے کہا ہے کہ ۲۰ مارچ کے بعد وزیر اعظم کے انتخاب کے بارے میں کوئی آئینی بحران نہیں۔

○ ملک غلام مصطفےٰ کھر نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو نے فرانس سے ایٹمی پلانٹ حاصل کرکے اپنے مخالفین کو شکست دے دی ہے۔ اور اب نواز شریف اپنا رویّہ تبدیل کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

○ بلوچستان میں ایک نیا سیاسی اتحاد بنانے کی سرگرمیاں ایک بار پھر تیز ہو گئی ہیں۔ وفاقی وزراء نئی سیاسی صورت حال کا جائزہ لینے کیلئے کوئٹہ پہنچ گئے ہیں۔

○ ایک روسی ایجنٹ نے انکشاف کیا ہے کہ جنرل ضیاء کے طیارے کی تباہی میں کے جی بی کا ہاتھ تھا۔ اس ایجنٹ نے امریکہ میں ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ اس کام کے لئے غیر ملکی ایجنٹوں کو استعمال کیا گیا۔

○ جمیعت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا نورانی اور شاہ فرید الحق نے کہا ہے کہ ۲۰ ۔ مارچ کے بعد صدر مملکت کو دوبارہ انتخاب لڑنا ہوگا۔

○ ممتاز شاعر حبیب جالب کو شدید علالت کی وجہ سے ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔

## غیر مُلکی خبریں

○ جنوبی افریقہ کے قوم پرست لیڈر مسٹر نیلسن منڈیلا نے جنوبی افریقہ کی نسل پرست انتظامیہ سے کہا ہے کہ وہ فوری طور پر ملک میں ہنگامی حالت ختم کر کے سیاسی قیدیوں کو رہا کر دے اور نسلی امتیاز پر مبنی پالیسیاں ترک کر دے۔ وہ لوساکا میں چھ افریقی ملکوں کی سربراہ کانفرنس کے اختتام پر ایک نیوز کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

○ ماسکو میں سوویت یونین اور منگولیا کے درمیان منگولیا سے روسی فوج کی حتمی واپسی کے بارے میں بات چیت شروع ہو گئی ہے۔ سوویت یونین نے گذشتہ سال مئی سے اپنی تین چوتھائی فوج کی واپسی شروع کی تھی۔

○ مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں سپریم کورٹ کی عمارت کے باہر وکلاء نے مظاہرہ کیا۔ وکلاء مقبوضہ عرب علاقوں میں سوویت نژاد یہودی باشندوں کی آباد کاری کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔

○ امریکہ کی خلائی شٹل اٹلانٹک ۲۸۔ فروری اپنے خفیہ مشن پر روانہ ہو گئی ہے اس سے قبل مختلف وجوہات کی بناء پر اٹلانٹک کی پرواز پانچ مرتبہ منسوخ کی گئی تھی۔ اس میں پانچ خلاباز سوار ہیں۔ اس شٹل کے ذریعے ایک سیٹلائٹ خلاء میں بھیجا جا رہا ہے جو سوویت یونین کے میزائل لانچنگ کے اڈوں اور دیگر خفیہ تنصیبات کی تصاویر لے سکے گا۔ امریکی وزارت دفاع اور ناسا کی انتظامیہ نے شٹل کی لینڈنگ سے ایک گھنٹہ پہلے تک کوئی خبر نہ دینے کا اعلان کیا ہے۔

پتہ